Registered

L. No. 89.

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا مین آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتاہی

نمبر (۴۶) ہر ہفتہ بروز جمعہ شایع ہوتا ہی - ۱۶ - نومبر سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

۱۰ نومبر کو موضع باجڑہ ضلع لودیانہ میں ایک زمیندار کے مکان میں بوقت تین بجے رات کو آگ لگ گئی مکان اور کل اسباب جلکر خاک ہوگیا اور ایک بیل بھی جو اندر بندھا ہوا تھا بھسم ہوگیا - ڈیوک آف کناٹ دسمبر میں ریج کے طور پر ہندوستان کی سیر کے لئے آئینگے - اور سیلون - ہانگ کانگ اور سنگاپور مین سرکاری طور پر دورہ کرینگے - اُن کے ہمراہ ڈچز آف کناٹ اور پرنس پٹریشیا بھی ہونگی تقسیم بنگالہ کی منسوخی کا سوال پارلیمنٹ میں ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا ہے - یعنی تقسیم بنگالہ اب مستقل طور پر قایم ہوگئی - اِس بارہ میں اب زیادہ کوششیں کرنی لاحاصل ہیں - لارڈ کرزن اور مس لائیٹر اور سفاک کے ارل اور کونٹس امریکہ کو روانہ ہوگئے ہیں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا دوسرا اجلاس ۲۰ دسمبر کو ہوگا - سیالکوٹ کے ایک ہفتہ وار ہندی اخبار پربقای گوشالہ کے منیجر کی جانب سے ایک نالش لائبل کی دائر کی گئی ہے - مالک اور ایڈیٹر اور پرنٹر سب ماخوذ ہیں چین میں کان کنی کا بڑا زور ہے - قبل ازین یہہ فن وہان بالکل معدوم تھا - جاپان میں یہہ بات مشہور ہے کہ شہزادہ کناٹ کے سیر جاپان کے معاوضہ میں جاپان کے شہزادہ فیوشیمی سال آیندہ کے آغاز میں انگلستان جانے والے ہیں مسٹر مفاٹیڈ فلڈ سابق گورنر بنگال جدید مصر کے گورنر لارڈ کرومر کو سبکدوش کرینگے - راکو جنائرو واقعہ امریکہ کے ایک دسکارٹ نے قرضہ سے تنگ آکر خودکشی کرلی - کوریا کے

اعلے خاندانوں میں سے کمعمد سے زیادہ لڑکیاں کوریا کے شاہی محل میں داخل کیگئی ہیں تاکہ کوریا کے ولیعہد کے لئے اُن میں سے ایک بیوی منتخب کی جاوے - سب سے پہلے اُن میں سے دس لڑکیاں اور پھر انہیں سے تین اور پھر ان میں سے ایک چنی جائیگی پیکن میں اُن طلبا کا امتحان ۱۵ اکتوبر کو منعقد ہوا جو جاپان - انگلستان اور امریکہ سے تعلیم پاکے واپس آئے ہیں - امتحان صرف اُن ہی طلباء کا ہوگا جو پالیٹکیس میں کامیاب ہوکر واپس آئے ہیں بڑے افسوس کی بات ہے کہ جاوا کے ہندو بادشاہون میں سے آخری بادشاہ کو ایل ڈنمارک نے بلا کسی قسم کے اعتراض کے قتل کرڈالا - جاوا کی ہندو سلطنت کا خاتمہ ہوگیا - افسوس - بنیرو وا میں چار لاکھ کے سرمایہ سے ایک سنسکرت یونیورسٹی کھولنے کی تجویز ہے - مسٹر گرنڈی نے پایونیر کی ایڈیٹری قبول کرلی ہے - سر چندر مادہوا گھوش نے انڈین نیشنل سوشل کانفرنس کا جو کلکتہ میں منعقد ہونے والی ہے پریزنٹ ہونا قبول کرلیا ہے - مسٹر مرانا گوٹمان سالکن کوئمباتور نے مسز بیسنٹ کو پانچہزار روپیہ عطیہ دیاہو کہ وہ اس سے مدراس میں ہندو گرلس سکول جاری کریں - اس مدرسہ کو وہ بنارس کے سنٹرل ہندو کالج کے پیمانہ کے مطابق جاری کرینگی - ایک مرہٹی اخبار یہہ رائے دیتاہے کہ امیر صاحب کو نیشنل کانگرس کا پریزیڈنٹ بنایا جائے - افواہ ہے کہ لاہور کے انگریزی اخبار ٹریبون پر جالندھر کے پنکھاتلی کے مقدمہ کی بابت مضمون لکھنے کے بارے میں زیر دفعہ ۱۵۳ مقدمہ چلایا جائیگا - راولپنڈی شہر اور چھاونی میں پلیگ کا بہت زور شور ہے خدا فضل کرے

پیرس کی زیر زمین ریلوے کی چھت سو فیٹ کے عرض میں بیٹھ گئی اس سارے سلسلہ کی حالت خطرناک ہے - فریج ریفارمڈ شنڈ نے شاہ ایڈورڈ کی جنم دن پر انکو مبارکباد بھیجی - اور میکاڈو نے بھی اپنے ہائی چیمبرلین کو برٹش ایمبسی کے پاس یہہ مبارکباد دینے کے لئے بھیجا - روس میں جو باغیون نے مقام روگف پر ڈاک لوٹی تھی ان کی گرفتاری کے لئے روسی حکام نے ایک اور جتھا بنایا ہے - نیشنلسٹوں اور سوشلسٹوں کے درمیان مقام لوڈز پر ایک جنگ ہوئی جسمیں بہیں نفر قتل اور زخمی ہوئے - بعد کی خبر ہے کہ کئی ایک انگریز انجنیر جو سنیٹ پیٹرزبرگ کے روئی کے کارخانہ میں کام کرتے ہیں اپنی جان کے خوف سے بھاگے جارہے ہیں اٹلانٹا ساوردن کاٹن ایسوسی ایشن نے اس سال ۱۱۳۴۰۰ گٹھے کپاس خریدنے کا اندازہ لگایا ہے - یہہ ایسوسی ایشن ایک کروڑ ڈالر کے سرمایہ سے ایک سودرن کاٹن کمپنی قایم کررہی ہے اور اس کمپنی کو اختیار ہوگا کہ اس سرمایہ کو زیادہ کرتے کرتے ۱۰ کروڑ ڈالر تک پہنچادین - ریاست ایدر کے مہاراجہ سر پرتاب سنگھہ صاحب ۹ تاریخ بعد سیر کشمیر سے واپس جاتے ہوئے لاہور میں تشریف آور ہوتے اور اتوار کو آریہ سماج کے ہفتہ واری جلسہ میں شریک ہوئے - مسٹر موری نے پارلیمنٹ میں یہہ تجویز پیش کی تھی کہ سول سروس کے لئے جو ہندوستانی طلبا امتحان دیا کرتے ہیں وہ مقامی امتحان ہوا کرین مگر مسٹر مارلے نے جواب دیا کہ ہمیں کوئی نئی وجوہات ایسی معلوم نہیں ہیں جن سے کہ ۱۸۹۳ء کے فیصلہ سے روگردانی کیجاوے - ہانگ کانگ میں سخت آتشزدگی ہوئی اور جس سے پانسو گھر جلکر خاک ہوگئے - افسوس کہ اجودھیا کے مہاراجہ صاحب

ایڈیٹوریل نوٹس

جسکو رکھے رب اسکو مارے کون ؟ آئے دن سینکڑوں واقعات ایسے ظہور میں آتے ہیں جن میں انسان کی مرضی اور غرض اور ہوتی ہے مگر ہوتا وہی ہے جو رضائے خدا ہوتی ہے۔ انسان صادق کو اگرچہ ہزار طرح سے دکھ دینے اور نقصان پہنچانے کا خواہ کیسا ہی کوئی زبون ارادہ کرے اور طرح بطرح کے وسایل پر عمل کرے مگر خدا معصوموں اور لاچاروں کو اور جو اسپر بھروسہ رکھتے ہیں ہر قسم کے گزند اور ضرر سے بچا ہی لیتا ہے۔ خدا کے دست غیبی کی ایک غیر متوقع اعانت وقت پر آموجود ہوتی ہے اسکی ایک کپکپا دینے والی اور نصیحت خیز مثال شبھ چنتک کے حال ہی کے پرچہ میں نمود ہوئی ہے کہ

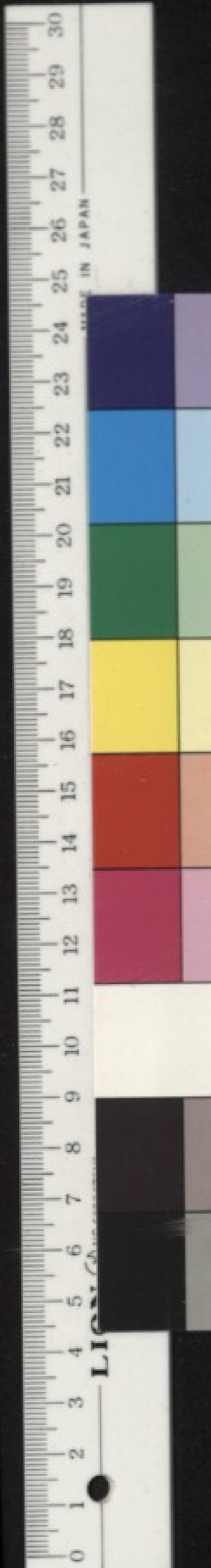
راجپورہ کے راستہ میں ایک یکے والا ایک عورت کو بمعہ اس کے لڑکے کے سوار کرکے کہیں لیجارہا تھا۔ راستہ میں عورت کے زیورات نے اسکی نیت کو خراب کردیا اُس نے سوچا کہ اگر کسی طرح یکہ کو جنگل میں لیجا سکوں تو یہہ تمام زیور ہاتھ آسکتا ہے۔ لہذا گھوڑے کے پیاسا ہونے کا بہانہ کرکے راستہ کے ایک طرف جنگل کا رخ کیا۔ حتی کہ جلدی سے ایک گھنے درختوں کے جھنڈ میں جا پہنچا اور وہاں جاکر یکے کو کھڑا کردیا۔ اور عورت سے کہا کہ اپنے سب زیورات اُتار دو۔ بیچاری عورت نے موت کے خوف سے تمام زیور اپنے ہاتھ سے اتار دیئے مگر ظالم یکے والے نے اسپر بھی قناعت نہ کی اور اس خوف سے کہ مبادا یہہ شور کرے یا گھر میں جاکر کسی کو بتادے اس کو جان سے مار ڈالنے کا ارادہ کرلیا۔ عورت نے ہرچند منت وسماجت کی اور اپنی جان بخشی کے لئے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے مگر اُس نے ایک نہ سنی۔ اور عورت اور بچے دونوں کو ہلاک کرنیکی ٹھان لی ......

جب عورت نے اُس ظالم کو اپنے ارادے کا پختہ دیکھا۔ اور یقین کرلیا کہ یہ مجکو زندہ نہیں چھوڑیگا۔ تو نہایت عاجزی کے ساتھ استدعا کی۔ کہ خیر اگر تم ایسا ہی چاہتے ہو تو کم از کم میرے بچے کو میرے سامنے ہلاک نہ کرو۔ اسکو کہیں دور لیجاؤ اور میری آنکھوں سے پرے کھیں اسکو مار ڈالو۔ پھر جیسا تم چاہتے ہو مجھے آکر مار ڈالنا یکے والے نے اس بات کو منظور کرلیا۔ مگر اس خیال سے کہ عورت کہیں بھاگ نہ جائے اُسکو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ اور لڑکے کو تھوڑی دور اس سے علیحدہ لیجا کر کلہاڑی سے اسکو مار ڈالنے کا قصد کیا مگر جس وقت اس ظالم نے بچہ پر کلہاڑی چلانی چاہی فوراً اس کا پھل نکلکر پاس ہی ایک کچے تالاب میں جاگرا۔ سنگدل اسپر بھی اپنے ارادے سے باز نہ آیا۔ اور پھل کو نکالنے کے لئے تالاب میں داخل ہوا جونہی تالاب میں قدم رکھا دوں ہی ایک لمبا اور طاقتور سانپ اسکی ٹانگ میں لپٹ گیا۔ بدمعاش نے اس بلائے ناگہانی سے چھوٹنے کیلئے ہرچند کوشش کی مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ آخر مایوس ہوکر وہیں رہ گیا۔ اتنے میں چند سرکاری آدمیوں کا اتفاقیہ اُدھر گذر ہوا۔ یکے کو جنگل میں کھڑا دیکھکر انہیں شبہ پیدا ہوا۔ کہ یہہ معاملہ کیا ہے۔ یکے کے نزدیک آئے تو دیکھا۔ کہ ایک آدمی تو تالاب میں کھڑا ہے اور ایک لڑکا ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے خوفزدہ تالاب کے کنارے پڑا ہے۔ انہوں نے فوراً اس نابکار کو گرفتار کرلیا۔ اور عورت اور بچے کی مشکیں کھولکر یکے میں بٹھا لیا۔ شہر میں پہنچکر تھانہ میں رپورٹ دی۔ مقدمہ درپیش ہے۔ اس واقعہ سے اس امر کی صاف تصدیق ہوتی ہے کہ جسکو رکھے رب اسکو مارے کون۔ خدا اس کے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی ذریعہ نکال ہی دیتا ہے۔ جس سے اُسکی قدرت کاملہ کا یقین بہت ہی درجہ سے واثق وراسخ ہوجاتا ہے۔ محض اتفاق کا مسئلہ غلط ٹھہر جاتا ہے ؟

اخبارات پر مقدمات۔ اس سال کا اختتام بعض اخبارات کے ایڈیٹروں کیلئے بڑا منحوس سا نظر آتا ہے۔ اور اخبار نویسی کے کام کو بڑا مشکل اور خطرناک کام ظاہر کرتا ہے۔ پنجابی اخبار جسنے تھوڑے ہی عرصہ سے صفحۂ ہستی پر نمود کیا تھا اور قریب ایک دو سالوں ہی کے اندر اپنی پبلک سرد مہروں سے بچنے اُنکو شہرۂ آفاق اور ہر دلعزیز بنا دیا تھا وہ اب قانونی شکنجہ میں آگیا ہے جو مستغاثہ اُس کے خلاف بنجاب پنجاب گورنمنٹ دایر ہے اسکا مفصل حال کسی اور صفحہ میں ہم پرکاش سے مقتبس کرکے درج کرتے ہیں۔ مگر یہاں پر ہمیں صرف اس کے ساتھ ہمدردی اور افسوس ہی ظاہر کرنے کا موقعہ ہے۔ کاشکہ ہمارا ہمعصر اس کشمکش سے جانبر ہوجائے۔ پرتیشو کی کرپا سے ہوا اسیطرح سنا جاتا ہے کہ لاہور کے انگریزی اخبار ٹریبیون پر بھی زیر دفعہ ۱۵۳ تعزیرات ہند مقدمہ چلایا جائیگا نیز سنا گیا ہے کہ سول اینڈ ملٹری ...

ہمارے ناظرین متوجہ ہوں ناظرین کو یاد ہوگا کہ گذشتہ سال پلیگ کے دنوں میں ہمنے یہاں کے اقبال گنج کے سب پوسٹ ماسٹر بابو بھاگ رام صاحب کی فیاضی عامہ اور دریادلی کا اعلان دیا تھا جسکے مطابق انہوں نے مشنری صاحبان اور دیگر بہی خواہان پبلک کو پلیگ کی خود ایجاد کردہ دوا قیمتاً اور خصوصاً مفت بھیجکر پبلک کے بارے میں کیا کچھ خیر اندیشی اور ہمدردی دکھائی تھی چنانچہ بہت سے صاحبان نے انکی دوا مفت منگوا کر لوگوں کو فیض پہنچایا تھا۔ چونکہ آجکل پھر ملک میں جابجا پلیگ کا زور بڑھتا جاتا ہے وہی صاحب اب پھر تیار ہیں کہ مشنری صاحبان اور دیگر ہمدردان قوم وملک کو وہی دوا مفت بھیجکر ثواب دارین حاصل کریں لہذا ہم منظر رفاہ عام بابو صاحب موصوف کی ذاتی خواہش اور استدعا کے مطابق امسال بھی اعلان دیتے ہیں کہ جو صاحب چاہیں وہ خواہ قیمتاً رعایتی قیمت سے محصول ہی خواہ مفت منگوا کر خلق اللہ کو فیض پہنچادیں ؟

ضروری اعلان یہاں پر ایک مسیحی ہے جسکو ملازمت کی ضرورت ہے۔ بائیبل ٹیچری۔ ہوس ماسٹری۔ لوئر پرائمری کی استادی بک ڈپو کی محافظت اور انتظام۔ اور کتب فروشی میں خاص



گھوڑے کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ انسان بھی کیسا سربگلش حیوان ہے کہ جو آیا سب ہڑپ کرجاتا ہو وحشی قوموں کے درمیان تو خیر بہت سی ایسی خوراک مروج ہی ہیں جن سے مہذب دنیا پرہیز کرتی ہو مگر یورپ جیسے مہذب اور دانا اور مصفا ملک میں آجکل گھوڑے کا گوشت کھانا زور پکڑتا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے خلاف عمل اور نصیحت کرنیوالی سوسائیٹیاں بھی اس خوراک کی بڑی سخت مخالفت کررہی ہیں مگر صرف آسٹریا میں اس قسم کی کوئی سوسائیٹی نہیں ہے کیونکہ وہاں عنقریب سب لوگ اس خوراک سے مانوس اور اسی کے عاشق ہیں۔ ابتدائی اقوام میں گھوڑے کا گوشت کھانے کا عام دستور جاری تھا خصوصاً اہل جرمن ان گھوڑوں کا گوشت کھایا کرتے تھے جو اُن کے بُت اودین پر قربان کئے جاتے تھے۔ صرف اٹھارہویں صدی میں یورپ کی مسیحی آبادی نے اُس وقت اس گوشت سے کنارہ کشی کی تھی جبکہ پوپ گریگری سویم نے علانیتہً لحم الفرس کے استعمال کو ایک جرم قرار دیدیا تھا۔ قرآن میں بھی گھوڑا جائز ہے چین میں بھی ایک ہزار سال تک لوگ گھوڑے کا گوشت بڑے شوق سے کھاتے رہے۔ جبکہ اہل یورپ کے درمیان سب سے پہلے نپولین اول نے اس خوراک کا آغاز اسوقت کیا جبکہ اسنے سنہ ۱۸۰۸ء میں ڈنمارک پر یورش کی تھی۔ اسوقت لوگوں کو گھوڑوں کا گوشت کھانے کے لئے نہایت مجبور کیا گیا تھا۔ اہل جرمن کو بھی اسی نے یہہ عادت سکھائی تھی کیونکہ اول سلطنت کے جنگوں کے بعد خوراک نہایت ہی کمیاب ہوگئی تھی۔ سنہ ۱۸۷۰ء کی جنگ کے بعد جو فرانس میں ہوئی تھی خوراک کی سخت قلت تھی اس لئے وہ بھی یہی گوشت کھانے پر مجبور ہوگئے تھے لیکن

اگرچہ اہل جرمن قریب ایک صدی تک گھوڑوں کا گوشت کھاتے رہے مگر گھوڑے کے گوشت کی سب سے پہلی دوکان پرشیا کے اندر سنہ ۱۸۴۷ء میں کھولی گئی تھی مگر اب موٹر کاروں کی زیادتی نے گھوڑوں کو سواری کے بالکل نالائق کردیا ہے اس لئے اب انکا گوشت بطور خوراک زیادہ مستعمل ہونے لگا ہو زمانہ سلف میں وسط ایشیا کے اندر سکوتھیا کے باشندے بھی گھوڑوں کی قربانیاں کرتے اور انکا گوشت نوش جان فرمایا کرتے تھے۔ علما کا اتفاق رائے ہے کہ قدیم آریاؤں نے گھوڑے کی قربانی کرنے کا دستور انہیں سے سیکھا تھا۔ رگ وید ۱: ۱۶۲ سے ظاہر ہوتا ہو کہ اُس زمانہ میں آریاؤں کے درمیان بھی گھوڑا دیوتاؤں کی قربانی کیا جاتا اور اس کا گوشت تناول کیا جاتا تھا۔ چنانچہ پروفیسر ولسن صاحب رگ وید کے ترجمہ کے دیباچہ میں یوں فرماتے ہیں کہ اسمیں کسی اعتراض کی گنجائش نہیں کہ گھوڑا درحقیقت قربان کیا جاتا تھا۔ یہہ بھی صاف ہے کہ اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا تھا۔ یہہ بھی ایک ناقابل بحث امر ہو کہ یہہ ٹکڑے درست کئے جاتے تھے اور انہیں سے بعض کا کباب بنایا جاتا اور کچھ اُبالا جاتا تھا۔ اور اگرچہ یہہ بیانات مختلف طورپر سمجھے جاتیں مگر پھر بھی اس امر میں شک کرنے کی بہت ہی کم گنجائش پائی جاتی ہو کہ گوشت کا ایک حصہ مددگار لوگ کھاتے تھے اور دوسرا حصہ بطور سوختنی قربانی دیوتاؤں کی نذر ہوتا تھا یجر وید اور ستھا پتھا برہمنا میں اس قربانی سے متعلق کل رسمیات بشرح وبسط مندرج ہے۔ علاوہ اس کے رامائین میں لکھا ہے کہ دسرتھ نے جس کے کوئی اولاد نہ تھی بیٹا حاصل کرنے کی خاطر گھوڑوں کی قربانی کی تھی ٭

خوجہ یا کھوجا۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہمنے کسی گذشتہ پرچہ میں لفظ کھوجا یا خوجہ کی وجہ تسمیہ سول اینڈ ملٹری گزٹ سے نقل کرکے پیش کی تھی۔ ابھی ۱۹ اکتوبر کے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک اور مجمری کی تشریح موجود ہی جو نیز ہم وہاں سے لیکر نذر ناظرین کرتے ہیں۔ وہوا ہذا:

قریب ساڑھے چار سو یا پانسو برس کا عرصہ گذرا ہو کہ خاندان سادات اور لودھی کے عہد میں جبکہ ہندوان کو جبراً اسلام میں لایا جاتا تھا۔ خلفا بغداد یمن کے امام (جنکا سلسلہ سقالی سے ملتا ہے) اور شاہ نذار کی اولاد نے رجو علی کے سلسلے سے تھی۔ شاہ اسمعیل اور شاہ نذار اسمعیلی نذاری کہلاتے ہیں، اپنے اپنے مشنری بھیجنے شروع کئے۔ تاکہ ہندوستان میں اگر ایمان کے مخالف فرقوں میں اپنے اپنے واعظوں کے ذریعہ سے لوگوں کو مسلمان کریں۔

احمد اسلام شاہ جو علی کی نسل میں تیرھواں تھا۔ شاہ اسمیل اور شاہ نذار کے عہد میں اُن کا امام وقت تھا جو اسمعیلی نذاری کے نام سے مشہور ہے اور اسوقت بایک واقعہ ملک فارس میں رہتا تھا۔ اُس نے اپنے عہد میں اپنی طرف سے پیر صدرالدین کو (جو اولو محمد کی اولاد سے تھا۔ اور شاہ محمد بن اسمعیل کے نام سے نامزد اور علی کی آٹھویں پشت میں تھا) اپنا مشنری یا رسول قرار دیکر ہندوستان میں بھیجا تاکہ اسمیلی مذہب کا وعظ کرے۔ پیر صدرالدین اول ہی اول ملتان میں آیا اور وہاں سے سندھ کو روانہ ہوا اس نے اسلام کی منادی میں بڑی کامیابی حاصل کی۔ یہہ کامیابی اسکو خصوصاً ایک بڑے عالم فاضل اور بارسوخ برہمن سہہ دیو جوشی کے مسلمان ہوجانیکی وجہ سے حاصل ہوئی جو اس کا سب سے اول پیرو بنا تھا۔ اسوقت کے لوہان باشندوں پر جو ہزاروں کی

تعداد میں تھے اس برہمن کا بڑا دباؤ اور لحاظ تھا عموماً یہہ یقین کیا جاتا ہے (اور یہہ درست بھی ہے) کہ سہ دیو جوشی نے پیر صدرالدین کو یہہ ترغیب دی تھی کہ تم ہندؤں کو اس امر کا یقین دلاؤ کہ پرمیشور کا دسواں اوتار علی ہے جس کی اولاد سے امام احمد اسلام شاہ ہے جو فارس میں مقیم ہے اور میں اسکی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔ اس تجویز نے لوہان قوم پر جو علم سے بہت ہی کم آشنا تھی مگر تجارت میں بھی بھاری مہارت رکھتی تھی حسب منشاء اثر پیدا کیا پرمیشور کے وہ دس اوتار جنکا پیر صدرالدین نے بامداد سہہ دیو جوشی وعظ کیا تھا حسب ذیل ہیں۔

(۱) مچھ (متسیا)، (۲) کورب (کورما)، (۳) وراہ (وراہ)، (۴) نرسی (نرسینہ)، (۵) ومین (ومن)، (۶) فراسیرم (پرسوان)، (۷) مینڈھا (۸) کرشن جی کان (کرشن)، (۹) بدھ (بدھ)، (۱۰) علی (کلکی) علی کی اولاد جس کا سلسلہ اسوقت کے اسمعیلی اماموں تک پہنچتا تھا یعنی احمد اسلام شاہ تک۔ اسی ترتیب میں پیش کیجاتی تھیں جیسا کہ ہز ہائینس سر آغا خان صاحب کے شجرۂ نسب میں دکھایا گیا ہے جسکو میں نے مرتب کیا ہے۔

اس طرح سے خوجہ مذہب ہندویت اور محمدیت کی آمیزش سے بنا ہے۔ ان نومریدوں سے کلمہ پڑھوایا اور اسلام کے بڑے بڑے اصولوں پر عملدرآمد کروایا جاتا تھا۔ ان کی نماز کی صورت بھی ان ہی دو مذہبوں کی آمیزش کا نتیجہ تھی۔ خوجوں کی مذہبی کتابیں بھی انہیں حروف میں لکھی گئی تھیں جنکا پیر صدرالدین نے جاری کیا تھا۔ یہہ خوجہ حروف ہندی اور گجراتی حروف کے اختلاط سے بنے ہیں جو تاحال موجود ہیں۔ سندھ کے اور خلیج فارس کے اکثر خوجے اسوقت بھی اپنا حساب کتاب وغیرہ انہیں حروف میں رکھتے ہیں۔

ان پیروان میں سے جنہوں نے اس نئے مذہب کو علانیۃً قبول کر لیا تھا اور برضا و خوشی ختنہ بھی کروا لیا تھا۔ اور دیگر بیرونی رسمیات کے عامل بھی تھے وہ خواجہ کہلانے لگ پڑے اسوقت سے یہہ لفظ بگڑ کر کھوجا بنگیا ہی۔ لفظ خواجہ یا کھوجا کے معنے ہیں مالک یا سوداگر۔ اور چونکہ اکثر لوہانی لوگ بڑی تجارت کیا کرتے اور بڑی بڑی جائداد کے مالک تھے اس لئے وہ اس لقب سے ملقب ہو گئے لیکن جن نومریدوں نے اسلام کی بیرونی صورت کو قبول نکرنا چاہا وہ گپتی کہلانے لگ پڑے جس کے معنے ہیں خفیہ ایماندار۔ اس موخرالذکر جماعت کے لوگ تاحال موجود ہیں اور ہندوستان کے مختلف حصوں میں بود و باش رکھتے ہیں۔ مثلاً پنجاب۔ گجرات۔ کاٹھیاواڑ وغیرہ میں۔ وہ ہندؤں کے ساتھ آپسمیں شادی بیاہ کر لیتے ہیں اور اپنے مردے جلاتے ہیں۔ مگر ہندؤں سے صرف اس بات میں متفرق ہیں کہ وہ اپنی مذہبی رسمیات ادا کیا کرتے ہیں جنکو وہ عین اسی طریقہ سے عمل میں لاتے ہیں جس طریقہ سے کھوجا لوگ عمل کرتے ہیں اور ایک ایسے مقام پر فراہم ہوا کرتے ہیں جسکو جمع خانہ (یعنی مجلس کے فراہم ہونے کی جگہ) کہتے ہیں۔ ہندوستان کے ایک حصہ کے گپتی ہندوستان کے دوسری جگہ کے گپتیوں کے ساتھ شادی بیاہ نہیں کرتے۔ مگر ایک جگہ کے کھوجے دنیا کے دیگر حصص کے کھوجوں میں شادی بیاہ کر لیتے ہیں۔

احمد اسلام شاہ کے وقت سے لیکر اسمعیلی نذاریوں کے موجودہ امام تک یعنی خلفاء مصر کی اولاد تک اسلام کے اصول اس مذہب کے ساتھ رفتہ رفتہ ایزاد ہوتے رہے ہیں جنکے پیرو کھوجے لوگ ہیں۔ زمانۂ حال کے کھوجے مذہبی رسمیات کی ادائیگی میں سرہا۔ مصر۔ اور فارس کے اصلی اسمعیلیوں کے ساتھ بہت ہی ملتے جلتے ہیں اگرچہ ان کے قوانین وراثت اور سلسلہ ہندؤں کے قوانین اور سلسلہ کے مشابہ ہیں۔

مزید برآں یہہ کہدینا بھی ضروری ہے کہ خلفاء بغداد کے رسولوں نے امام ابوحنیفہ کی تعلیمات کے مطابق ہندوؤں کو اسلام میں داخل کیا تھا جبکہ لوگ بھی لوہانی لوگوں میں سے مسلمان ہوئے ہیں اور وہ سنی فرقہ کے پیرو ہیں۔ ان پیغام بروں نے جو من جانب اولاد مستولی مصر سے بھیجے گئے تھے اکثر مستولی کے اسمعیلی عقاید کے مطابق مختلف ہندو ذاتوں سے مسلمان کئے تھے۔ ہندوستان میں یہ نومرید بوہرا کے نام سے مشہور ہیں۔

ایک فصیح کا اقرار۔ بشپ وھیلی صاحب نے اخبار "چرچمین" کو ایک خط لکھا ہی جسمیں انہوں نے بیان کیا کہ کسطرح سے مسیح کی گرفتاری اور صلیب دیئے جانیکی تصویر نے ایک بڑے بھاری مقرر مسمی ریڈلاول کو مسیح کے قدموں میں لا گرایا۔ اور کہ اس نے اپنی وفات سے پہلے اپنے جانشینوں کو حکم دیا کہ میری وفات کے بعد میری مزار پر صلیب نصب کرنا۔ اور وہ یہہ ہے:

"۴۰ سال کا عرصہ گذرا ہے کہ میں لوتر سیوکس کے ایک مقرر سے واقف ہوں جس کا نام ریڈلاول تھا۔ وہ اس خوف سے گرجے کبھی نہ جایا کرتا تھا کہ مبادا لوگوں کے درمیان سے میرا اثر جاتا رہے۔ مگر ایک دن اتفاق سے وہ مدرسہ کے کمرہ میں آگیا اور ایک تصویر کے سامنے کھڑا ہو گیا جسپر "Ecce Homo" یعنی "اس آدمی کو دیکھو" لکھا ہوا تھا۔ اور پوچھنے لگا کہ

یہہ کیا ہے؟ اِس کے ہاتھ کیوں بندھے ہیں! یہہ کانٹے اس کے سر پہ کیوں رکھے ہیں؟ مسٹر ریڈاودل مسیح کی محبت سے ایسا متاثر ہوا کہ وہ مسیح کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے بار بار آیا کرتا تھا۔ "ایکروز جب میں وقتبا نامی گانوں کو جارہا تھا تو میں نے ایک وسیع میدان میں جہاں چھوٹی چھوٹی گھاس اُگی ہوئی تھی ایک نئی قبر دیکھی جسپر لکڑی کی ایک سادہ صلیب نصب تھی۔ مجھے معلوم ہوا کہ مسٹر ریڈاودل فوت ہوگیا ہے۔ اور کہ حالت نزع کے وقت اُس نے اپنے جوانوں سے یہہ کہدیا تھا کہ جو کہانی وہ گورا ہمارے ملک میں سنایا کرتا تھا وہ بالکل سچ ہے۔ وہ میرے دلمیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب میں مرجاؤں تم نے میری قبر پر ایک صلیب گاڑ دینا۔ تاکہ انڈئین اس بات کو دیکھیں جو ریڈاودل کے دلمیں تھی"۔

واقعی "صلیب کی منادی ہلاک ہونے والوں کے نزدیک بے وقوفی ہے گر ہم نجات پانے والوں کے نزدیک خدا کی قدرت ہے"۔ اور مسیح کی انجیل "ہر ایک ایمان لانے والے کیواسطے۔ پہلے یہودی پھر یونانی کے واسطے خدا کی نجات بخش قدرت ہے"۔

رسوم جاہلیت۔ از مولوی نجم الدین صاحب سیوہاری۔ اِس کتاب میں زمانۂ اسلام سے پیشتر کے عربوں کے جملہ رسوم کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور جہلائے عرب کے عقاید و اعمال۔ عبادات و معاملات وغیرہ کا ذکر ہے۔ اِن تمام امور کو مولانا موصوف نے قدیم عربی شعراء و تواریخ وغیرہ کتب سے بہ حوالجات درج کیا ہے۔ اِس کتاب کا مقابلہ قرآن کے ساتھ کرنے سے اور نیز محمدی طرز معاشرت کے ساتھ اسکو پہلو بہ پہلو رکھنے سے یہہ امر روزروشن کیطرح واضح ولائح ہو جاتا ہے کہ مثل دیگر ماخذات قرآنی رسوم جاہلیت بھی اُسکی ترتیب و تالیف کا ایک بڑا بھاری ماخذ ہے حج۔ روزہ۔ نماز۔ زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ کل دینی و دنیاوی امور بعینہ وہی ہیں جو قدیم جہلائے عرب میں مروج و مشہور تھے اور محمد صاحب نے اپنی مرضی کے مطابق انہیں اصلاح و ترمیم۔ اور کمی بیشی کر کے۔ اور بعض حالتوں میں بجنبہٖ قرآن میں درج کردیں اور احادیث میں انکو بیان کردیا۔ کتاب کی لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ ہے۔ مسیحیوں اور آریوں کے لئے محمدیوں کے خلاف اور اُن کے مقابل میں ایک اچھا ہتھیار ہے۔ ۸ قیمت پر دارالکتب ایجنسی لاہور سے ملسکتی ہے۔

ہندوستان میں پوسٹ آفس کا کام۔

جس قدر ترقی محکمہ جات سرکاری میں سے محکمہ ڈاک نے ہندوستان کے اندر کی ہے۔ اور جس قدر فائدہ خبر و اشیاء رسانی میں پبلک کو اُس نے پہنچایا ہے اور جس قدر ارزاں کام اِس محکمہ سے ہو رہا ہے۔ شاید ہی کسی دوسرے محکمہ نے ایسی ترقی کی ہو اور فائدہ پہنچایا ہو اور شاید ہی اِس محکمہ سے بڑھکر کسی اور محکمہ نے کام کیا ہو۔ اِس سال کی ترقیات متعلقہ ڈاکخانجات ہند تو ہم وقتاً فوقتاً ہدیہ ناظرین کرتے رہے ہیں مگر اب سنہ ۱۹۰۵-۰۶ء کی رپورٹ کا اختصار بھی ملاحظہ فرمائیے سال زیر ریویو میں اُس نے دیگر تمام سالوں کی بہ نسبت زیادہ ترقی کی ہے۔ ریلوے ۲۷۹۸۳ میلوں میں ہے۔ جہاز اور کشتیاں ۹۵۸۹۱ میلوں میں چلتی ہیں۔ ڈاک کی گاڑیاں اور ٹمٹمگے ۵۸۴۸۵ میلوں میں اور اگنبوٹ ۱۹۴۵۲ میلوں میں چلتے ہیں پس کل مسافت جو ڈاکخانہ کے متعلق طے ہوتی ہے وہ ۱۵۱۸۷۱۵ میلوں کی ہے۔ کل خطوط اور پارسل جسمیں منی آرڈر داخل نہیں ہیں انکا کل شمار ۴۲۳۴۲۰ ملین یا گذشتہ سال سے ۵۷ ملین زیادہ تھا۔ ۳۲۴۲۶۰۴۹۹ پوسٹ کارڈ ۳۲۰۰۹۶۶۵۴۳ خطوط۔ خطوط کی بہ نسبت پوسٹ کارڈ بہت زیادہ خرچ ہوئے۔ جس سے انکی عمومیت اور ہر دلعزیزی مترشح ہے۔ وجہ اسکی کم خرچی اور ارزانی ہے۔ اس تعداد کا مقابلہ ہندوستان کی آبادی کے ساتھ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان کا ہر ایک آدمی جو لکھہ پڑھہ سکتا ہے۔ اِس کے پاس ہفتہ میں ایک شے ڈاکخانہ کے ذریعے سے آتی ہے۔ یا یہاں کی آبادی کا ہر ایک شخص۔ خواہ وہ کسی عمر کا ہو۔ مرد ہو یا عورت۔ یا بچہ یا کسی حالت کا ہو۔ وہ چار ماہ میں ایک پوسٹل شئے پاتا ہے۔ خطوط۔ پوسٹ کارڈ۔ اخبارات۔ پیکٹ پارسل اور منی آرڈر وغیرہ کا کل شمار ۳۹۲۲۳۹۱۴ تھا جو راسے تقسیم شایع کئے گئے۔ اس سال میں ۵۰۷۷۰۱۷ ڈاکخانجات ہیں۔ جبر بکسوں کی تعداد بڑھکر ۷۰۱۰۷۳۲ ہوگئی یعنی گذشتہ سال سے ۱۰ ہزار کا اسمیں اضافہ ہوا ویلیو پے ایبل کے ذریعہ سے ۴ کروڑ کا مال روانہ ہوا۔ ۳۶½ کڑ روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ ہوا۔ ۱۴ کروڑ روپیہ سیونگ بنک میں جمع ہے۔ بعد ادائیگی کل اخراجات محکمہ ڈاکخانہ کو ۱۶ لاکھ روپیہ کا فائدہ ہوا۔

کلکتہ کے میڈیکل طلباء کی سٹرائیک۔ لاہور کے میڈیکل کالج کے اسپیشل اسسٹنٹوں کی کلاس کا جو سٹرائیک اور اس کا انجام ہو چکا ہے اِس سے ہمارے ناظرین واقف ہی ہونگے مگر اب اکتوبر کے آخری اتوار سے کلکتہ کے کیمبل میڈیکل کالج کے طلباء نے بھی ہڑتال کر دی ہے۔ وجہ اس کی یہہ بیان کی جاتی ہے کہ چونکہ تقسیم بنگالہ کے دن کی یادگاری کے جلسے کی تقریب پر سارے طلباء میڈیکل کالج مذکور کے

لگے پاؤں گئے تھے اِس لئے مدرسہ کے پروفیسران اُن سے ناراض ہوگئے اور طلباء پر انہوں نے سختی کرنی شروع کردی۔ پس نتیجہ یہہ ہوا کہ اساتذہ و طلباء میں شکر رنجی اور کشیدگی ہوگئی۔ اور نوبت موجودہ سٹرائک تک پہنچ گئی۔ اب دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے۔ اگرچہ صرف یہی ہے تو کالج کے پروفیسروں کیطرف سے بڑا افسوس کا مقام ہے کہ وہ کالج کے فرائض اور احکام اور قانون پر عملدرآمد کرنے کی بجائے کالج کی غیر متعلقہ اور طلباء کی نج کی کارروائیوں میں بھی دخل دیتے اور اپنا دباؤ اُنپر ڈالتے ہیں جو واقعی درست اور جائز نہیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ مسٹر سموئیل سمتھ جے پی اِس موسم سرما میں ہندوستان کی ایک اور دفعہ سیاحت کے لئے آتے ہیں امید ہے کہ وہ ۲۳ نومبر کو مارسیلز سے جہاز پر سوار ہوں گے اور عنقریب سات دسمبر کو بمبئی میں پہنچ جائینگے۔ کلکتہ انکا صدر مقام ہوگا۔ امید ہے کہ آپ اِس موقعہ پر ضرور اِس امر پر مفید مشورے اور تجاویز بتائینگے کہ کس طرح سے آجکل کی بڑھتی ہو شراب کی تجارت کو دور کرسکیں اور ملک کو ٹمپرنس کیطرف رجوع کریں اور کہ باوجود اِس قدر بیشمار ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے بھی مسکرات کا استعمال ماضی کی بہ نسبت بہت زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے ✤

مسٹر مارلے نے اپنی بڑی بجٹ سپیچ میں جو انہوں ۲۰ جولائی کو پارلیمنٹ میں کی تھی شرابخوری اور دیگر مسکرات کے بارے میں ذیل کے الفاظ کہے تھے "مسکرات کے محصول میں...... ۱۵ پونڈ کا اضافہ ہوا کچھ شک نہیں کہ اسمیں دیگر محصولات بھی شامل ہیں مگر شرابخوری کی زیادتی کیوجہ سے بھی اسمیں زیادتی ہوئی ہے۔"

سکرٹری آف سٹیٹ اسکو ہندوستان کی ترقی کی ایک دلیل گردانتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ان کو یہہ خیال نہیں آتا ہے کہ جس قدر لوگ کامیاب ہوتے جاتے اور ترقی کرتے جاتے ہیں اُسی قدر یہہ بُری عادت اور اس کی وجہ سے فضول خرچی اور کثرت اسراف بھی بڑھتا جاتا ہے جو ملک کی بربادی کا باعث ہے ✤

اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ میں یہہ رپورٹ دیگئی تھی کہ امسال ہندوستان میں ۱۱۸۴۷۲ سے ۸۷۵، ۱۲۰ تک دوکانیں شراب کی بڑھ گئی ہیں یعنی ۲۴۰۳ دوکانوں کا اضافہ ہوا ہے صرف ایک سال میں۔ مگر یہہ بیان منجانب سکرٹری آف سٹیٹس کے بیانات کے متبائن معلوم ہوتا ہے ہندوستان میں گورنمنٹ کی پالیسی یہہ ہے کہ ہند میں شراب خوری کی عادت کو کم کرے۔ یہہ تعجب کی بات ہو کہ گورنمنٹ کا خیال یہہ ہو اور ملک کی حالت اس کے خلاف ✤

اخبار پنجابی پر مقدمہ

(در عدالت مجسٹریٹ صاحب ضلع لاہور)

تیعر ہند۔ مستغیث۔

بنام۔ جسونت رائے و کے کے اٹھولیے لاہور ملزمان جرم زیر دفعہ ۱۵۳۔ اے۔ تعزیرات ہند۔

مستغیث کا بیان حسب ذیل ہے۔

۱۔ کہ ملزم جسونت رائے اخبار پنجابی لاہور کا مالک شائع اور مشتہر کرنے والا ہے۔ اور ملزم کے کے اٹھولیے اخبار مذکور کا ایڈیٹر ہے ✤

۲۔ کہ ۱۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو ملزمان نے اخبار مذکور کے ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں صفحہ ۳ پر دو پیراگراف شائع اور مشتہر کئے جن کا عنوان حسب ذیل تھا کہ "غلط فہمی کس طرح ہوتی ہے" اور ایک قتل عمداً ایک کاپی پرچہ مذکور کی شامل مثل ہے۔

۳۔ کہ واقعات جو پیراگراف بعنوان ایک قتل عمد میں درج ہیں ایسا یقین کیا جاتا ہے۔ اس کیس کے متعلق اشارہ کرتے ہیں جسمیں کہ ایک پولیس کانسٹیبل رفعت علی سنہ ۱۸۹۹ء میں موت اتفاقیہ سے فوت ہو گیا تھا۔ اگر ایسا ہی تو یہ صریح جھوٹ ہیں۔ اگر دوسرے کسی اور واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ تو نہ معلوم کہ انکا اشارہ کس امر کے بارہ میں ہے اور قصہ محض ایک ایجاد ہونا چاہئے۔

۴۔ کہ مذکورہ بالا دو پیراگرافوں میں ملزمان نے سرکار انگلشیہ کے دیسی اور ولایتی رعایا میں آپسمیں دشمنی کے خیالات پھیلانے کی کوشش کی ہے اور بدینوجہ زیر دفعہ ۱۵۳۔ اے تعزیرات ہند جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

۵۔ کہ یہہ استغاثہ لوکل گورنمنٹ کے حکم سے دائر کیا گیا ہے لہذا یہہ گذارش کیجاتی ہے کہ ملزمان کو قانون کے مطابق سزا ہونی چاہئے ✤

دستخط۔ ای بورنقہ دک سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر۔

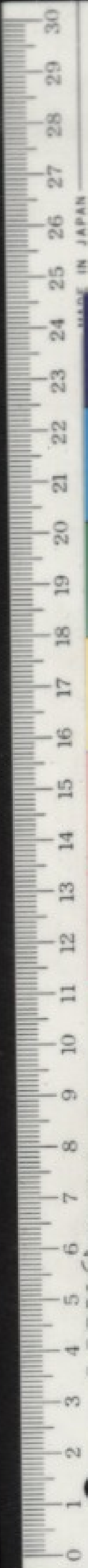
دستخط۔ سی۔ ہیون ہٹ مین اسسٹنٹ قانون مشیر کار

۱۶۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء ✤

وہ دو پیراگراف جن کا ذکر کہ اوپر ہوچکا ہے۔ حسب ذیل ہیں

غلط فہمی کس طرح ہوتی ہے

بحوالہ دو واقعات ظلم جو راولپنڈی میں ہوئے تھے اور جنکی بابت مفصل حال ہمارے ۴۔ تاریخ کے پرچہ میں شائع ہوا تھا۔ ہمعصر امرت بازار پترکا رقمطراز ہے شہصر پنجابی نے دو ہولناک واقعات کے حال کا افشاء کیا ہے جو سرکار کی خاص توجہ کے مستحق ہیں ایک کیس میں جوکہ راولپنڈی میں سرزد ہوا دو آدمی طریقہ بیگار کے شکار بنے۔ قصہ جیسا کہ لاہور کا اخبار لکھتا حسب ذیل ہے" ✤



یہاں وہ پیراگراف درج کرکے ہمارا ہمعصر اس رائے کا اظہار کرتا ہے۔ "کیا غلامی اور طریقہ بیگار میں کچھ بہت فرق ہے؟ اور کیسے سنگدل وہ انسان ہونگے جو اس طریقہ سے فائدہ اٹھاکر اپنے غریب ساتھیوں کیساتھ شیطانی برتاؤ کرتے ہیں ہمارے ہمعصر کو چاہئے کہ وہ پوشیدہ طور پر ملزم افسران کے نام حکام پر ظاہر کردے اگر وہ انکو اپنے پرچہ میں شائع نہیں کرسکتا تاکہ معاملہ کی اچھی طرح چھان بین ہوسکے" ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ہمعصر تیر کا نے سب سے پہلے ہی فقرہ نظر انداز کردیا ہے کہ جس سے یہ اقتباس شروع ہوتا ہے اگر اُس نے اسکو دیکھا ہوتا تو اُسکی ہمت اس درخواست کی ضرورت نہ تھی کہ ہم اُن افسران کے نام افشا کریں اگر تیر کا ہمارے ۲۰ تاریخ کے پرچہ کو ملاحظہ کرنے کی تکلیف گوارا کرے تو جو اطلاع کہ وہ ہم سے چاہتا ہے وہ اُن فقرات میں صاف الفاظ بیان کی ہوئی پائی جائیگی جو اقتباس سے قبل لکھے ہوئے ہیں ہمنے اشارہ کیا تھا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب دورہ پر تھے۔ اور یہ فقرہ وہی ضروری اطلاع جو ہمارا ہمعصر چاہتا ہے دیتا ہے ہمعصر ٹیبگراف ان بیگار اور شکار کو واقعات کے متعلق جو ہمنے شائع کئے تھے۔ کسی امر کو نظر انداز یا فروگذاشت نہیں کرتا۔ لیکن چاہتا ہے کہ لارڈ منٹو صاحب تحقیقات کے لئے حکم دیں کیا ہمارے ہمعصر کو تحقیقاتوں میں اس قدر بھروسہ ہے کیا تمثیلات قتل انسان نہیں ملتیں قتل عمد کی جو ولایتی افسروں کے ہاتھ دیسیوں پر سرزد ہوتی ہیں اس قدر کم یاب ہیں کہ ہمارا ہمعصر تحقیقات کی بے طرفداری پر بھروسہ کرتا ہے کتنے بیچارے ہندوستانی گذشتہ میں بے رحمانہ طور پر دوسرے لوک کو پہنچا دیے گئے اس بنا پر کہ وہ غلطی سے رکھے یا بند سمجھے گئے تھے یا جیسا کہ اکثر سنا جاتا ہے کہ ان کی تلی بڑھی ہوئی تھی۔

ایک قتل عمد

عنوان قتل عمد کے متعلق جو دیسیوں پر غصہ وار اور تند خو افسران کے ہاتھ سرزد ہوتا ہے۔ تمثیلات اگرچہ کمیاب ضرور ہیں مگر بالکل ہی نابود نہیں ہیں۔ مثلاً کل ہی کا ذکر ہے کہ دو ولایتی افسر ایک ضلع کے جو لاہور سے دور نہیں ہے گھوڑے پر سوار ہوکر شکار کھیلنے کو گئے اور ایک سوار اردلی اُن کے ہمراہ تھا دیگر مختلف جنگلی جانوروں۔ میں جو اُن دونوں کی بندوقوں کے شکار ہوئے ایک جنگلی موٹا تازہ جوان سور بھی تھا جسکی نسبت کہ اُن دونوں ذات شریفوں کی بہت ہی امیدیں تھیں کہ وہ جانور ودتین ہفتہ دعوتوں کے کام آویگا۔ جیسے ہی کہ اس جانور کا کام تمام ہوا۔ انہوں نے اپنے سوار اردلی کو حکم دیا کہ لاش کو اپنی کاٹھی پر محفوظ لادکر لے چلے۔ اس سوار نے چونکہ وہ محمد صاحب کا پیرو تھا بجائے اس کے کہ حضور کے حکم کی تعمیل کرتا انکا کہنا کرنے سے صاف انکار کردیا یہاں تک کہ وہ چھو بھی نہیں سکتا تھا ایک لحہ تک وہ دونوں ششدہ کھڑے رہے۔ مگر صرف ایک لحہ تک دوسرے لحہ میں صاحب بہادروں نے جب اُن کے ہوش وحواس ٹھکانے لگے دیکھا کہ یہ تو صاف نافرمانبرداری نہیں بلکہ اس سے بڑھکر بالکل بلوہ ہے اور بلوہ کی کیا سزا ہوا کرتی ہے؟ پس ایک ذرا سی حرکت اور چھان کچی جیسے ہی یہ خیال اس شاہی شکاری کے دلمیں گذرا ویسے ہی اسپر علمدرآمد کیا گیا۔ اس نے اس بیچارے دیسی پر جو کہ اپنے اعتقاد اور اپنے دین کی زیادہ پرواہ کرتا تھا بہ نسبت اپنے حاکم کی خوشنودی مزاج کے، نشانہ لگایا اور بغیر کسی افسوس یا رحم کے اسکو مار کر گرادیا اگر کوئی شخص کبھی قتل کا مجرم ہواہے تو وہ صاحب ضرور ملزم تھا۔ مگر کوئی تعزیرات ہند شاید اسکو کسی اور نام سے پکارے لیکن وہ قاتل آجتک آزاد ہے اور اپنی قومی بزرگی کے اختیارات اور زندگی کے عیش اٹھا رہا ہے مثل اور کسی معصوم آدمی کے۔ لیکن تب بھی ہمکو اس امر کے باور کرنے کے وجوہات ہیں کہ اس واقعہ کی حکام بالا تک خبر نہیں پہنچی اس معاملہ میں جو کارروائی کی گئی وہ صرف یہ تھی کہ اس شریف آدمی کا تبادلہ اس ضلع سے ہوگیا اور دوسرا آدمی اُسکی جگہ پر تعینات ہوگیا اور اس کے لئے حکم صادر کردیا گیا کہ وہ اس معاملہ کا راز افشا نہ ہونے دے اور ابتک اس معاملہ کا راز پبلک پر افشا نہیں ہوا ہے۔

گورنمنٹ کی اجازت

زیر دفعہ ۱۹۶ ضابطہ فوجداری مسٹر اے لور تھوک سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور شہر کو حضور نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر حکم دیتے ہیں کہ وہ زیر دفعہ ۱۵۳ اے تعزیرات ہند برخلاف جسونت رائے لاہوری مالک چھاپنے والے و مشتہر کنندہ اخبار پنجابی لاہور اور کے۔ کے اٹھولیے ایڈیٹر اخبار ہذا پر مقدمہ قائم کرے در بارہ ان دو پیراگراف کے جو کہ اس اخبار کے ۱۱ اپریل کے پرچہ میں بعنوان "غلط فہمی کس طرح ہوتی ہے" اور "ایک قتل عمد" شائع ہوئے ہیں دستخط ای ڈی میکلاگن قائمقام چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۰۹ء۔

مستغیث کا بیان

ای لور تھوک سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر لاہور حلفاً بیان کرتا ہے کہ جسونت رائے اخبار پنجابی کا مالک چھاپنے والا اور مشتہر کرنے والا ہے اور کے کے اٹھولیے اُس کا ایڈیٹر ہے ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۹ کو دو پیراگراف بعنوان "غلط فہمی کس طرح ہوتی ہے" اور "ایک قتل عمد" اس پرچہ میں شائع ہوئے جن واقعات کا کہ ان پیراگرافوں میں ذکر ہے یقین کیا جاتا ہے کہ ان کا اشارہ اُس معاملہ

کی طرف ہے جس میں کہ ایک پولیس کانسٹیبل بنام رفعت علی موت اتفاقیہ سے ۱۹۰۵ء میں فوت ہوا اور اگر ایسا ہے تو یہہ صریح جھوٹ ہے اگر اُن کا یہہ مطلب نہیں ہے تو نہیں معلوم انکا اشارہ کس طرف ہے۔ قصہ ایک محض من گھڑت ہونا چاہئے مضمون مذکورہ بالا کا مدعا یہہ ہے کہ دیسی اور ولایتی رعایا میں آپس میں دشمنی پیدا کی جاوے مجھ کو لوکل گورنمنٹ نے اس استغاثہ کے دائر کرنے کے لئے حکم دیا ہو۔

دستخط ای۔ پورتھوک سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر

حکم

میں نے مستغیث کا بیان درج کر لیا ہے۔ مسٹر پٹ مین وکیل مستغیث بیان کرتا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ شہادت صرف رفعت علی کی موت کے بارہ میں پیش کی جاوے یہہ امر اسی وقت میں مناسب ہوگا جب ملزمان اقرار کریں کہ مضمون پرچہ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ وقت کی کفایت اور دقت کی کمی اسی ہی میں ہوگی اگر قبل گواہان کے بلانے کے ملزمان کا بیان ہو جاوے مجھ کو ظاہرا طور پر جرم زیر دفعہ ۱۵۳۔ اے کا سرزد ہونا معلوم پڑتا ہے ملزمان ۲۶ تاریخ کو بلائے جاوینگے

دستخط آر۔ اے فیٹ مجسٹریٹ ضلع۔ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۶ء۔

اس مقدمہ کی پیشی ۲۶ تاریخ کو مسٹر فیٹ صاحب مجسٹریٹ ضلع کے سامنے لاہور میں ہوئی۔

سرکار کی طرف کے وکیل مسٹر پٹ مین صاحب اسسٹنٹ مشیر قانونی لالہ رجونت رائے صاحب ایم اے خود اور ان کے وکیل۔ لالہ لاجپت رائے بھگت ایشرداس و بخشی ٹیک چند جی۔

مسٹر اٹھولے صاحب خود اور اُن کے وکیل مسٹر شادی لعل۔ مسٹر گوبرچن سنگھ اور مسٹر ایم۔ ایس بھگت بیرسٹران۔ موجود تھے کارروائی بارہ بجے دوپہر کے شروع ہوئی۔ مسٹر پورتھوک صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی شہادت اور اسپر مفصل جرح کے بعد جہیں اونہون نے بہت سی باتیں قبول کیں لالہ لاجپت رائے نے کہا کہ ملزمان کی طرف سے میں بیان کرنے کو طیار ہوں۔ مسٹر پٹ مین نے سرکار کی طرف سے کہا کہ اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے کیونکہ ملزمان خود موجود ہیں۔ اور انگریزی اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ لالہ لاجپت رائے نے حسب ذیل بیان کیا "میں ملزمون کی طرف سے تسلیم کرتا ہوں کہ پیراگراف دوم جیسا کہ مستغیث کا بیان ہے رفعت علی کے معاملہ کی نسبت اشارہ کرتا ہے۔ میں یہہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جب کپتان فریزل مجسٹریٹ ضلع نے میرے موکل کو بلایا تھا تو اُس نے بیان کیا تھا کہ افسر جس کا ذکر ہوا تھا۔ وہ مسٹر سپنسر ہے۔ سرکار کی طرف سے گواہ موجود نہ تھے اور مسٹر پٹ مین اپنی شہادتوں کے بلانے کی غرض سے مقدمہ کا التوا چاہتے تھے پس مقدمہ کی پیشی ۹، ۱۰ نومبر کے گواہان کے بیانات کے لئے مقرر ہوئی اس فہمیدگی پر کہ اگر ۹ کو کارروائی ختم نہ ہوئی تو ۱۰ تک جاری رہیگی۔

(پرکاش)

پریزیڈنٹ روزولٹ نے کل ۲۵ ویں نیگرو بٹالین کو ڈسمس کر دیا ہے کیونکہ انہوں نے ان مجرمان کو ظاہر کر دینے سے انکار کیا تھا جنہوں نے ۱۹۰۶ء کی اگست میں مقام برونسول میں بغاوت کی تھی اور ایک اہل شہر کو قتل کر ڈالا تھا۔ مسٹر روزولٹ نے یہہ بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ ان تمام حبشیوں سے ہتھیار چھین لئے جائیں جو فوج یا محکمہ جہازرانی میں بحیثیت سپاہیں ملازم ہیں۔

مُراسلات

محمدیت کی شان اور محمدیون کا ایمان

ہم لوگ ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے اور اپنے بھائیوں کو بھی یہہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ منادی کے وقت سوائے مسیح کی صلیب اور انجیل کے کچھ اور نہ اور ہیں کسی مذہب پر حملہ نکریں۔ اور نہ کوئی ایسی تحریر مسیحی اخبارات میں تحریر کریں۔ جو کسی مذہب کے خلاف یا کسی مذہب کی توہین ہو۔ جس سے کسی کو رنج پہنچے بعض دفعہ اس احتیاط میں ہم بقول زبور نویس حق کہنے سے بھی رہجاتے ہیں۔ اور یہ قصور ہماری خطا کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ مثلاً ہم کسی مسلمان کے دوست ہیں۔ اور وہ ہم سے مذہبی تذکرہ کرنے پر راضی نہیں۔ اور نہ انجیل سننا چاہتا ہے۔ معمولی دنیوی گفتگو میں ملاقات ہو جاتی ہے۔ اور ہم اسکو خوش رکھنے کیواسطے اس سے دینی گفتگو نہیں کرتے۔ یوں ہم خداوند کے چور اور اس محمدی دوست کے دشمن ہیں۔ باوجودیکہ ہم ایسا اکثر دفعہ کرتے۔ اور ان دوستوں کی نامناسب کارروائیوں کو دیکھکر خاموش رہتے۔ مگر ایک وہ ہیں۔ کہ اپنی لایعنی تقریروں اور بیہودہ تحریروں کو اخبارات میں شایع کر کرکے مسیحی دوستوں کو دکھ اور پبلک کو دھوکا دیتے ہیں۔ نہ تو انکو اپنے ایمان کا خیال ہوتا ہے اور نہ اپنے حضرت کی شان کا۔ یا تو انہوں نے اپنا ایمان حضرت کی شان کے مطابق سمجھا ہوا ہے۔ یا اس کی شان کے مطابق اپنا

ایمان بنایا ہوا ہے۔ کہ جنہیں حق و باطل کی تمیز نہ رہے جیپان کی محمدیت کا تذکرہ تو آپ نے دیکھ ہی لیا ہے۔ کہ فی صدی ۵ بھی حق نہیں۔ جپان کی گورنمنٹ محمدیت کی منادی اپنے ملک میں روا نہیں رکھتی۔ چہ جائیکہ محمدی ہو جاوے۔ واہ محمدیو۔ تمہارا ایمان۔ اسی طرح اپنے حضرت کی شان بڑھایا کرتے ہو؟

اب ایک اور مزے کی بات سنو جس سے محمدی ایمان اور حضرت کی شان کا ظہور ہوتا ہے۔ آپ صاحبان کو معلوم ہو کہ یہہ محمدی صاحبان جھوٹ طوفان بولکر ہمیں بولنے پر مجبور کرتے ہیں۔ ہم ہرگز کچھ نہ کہیں سنیں۔ صرف انجیل سناویں اور بس۔ لیکن جب دنیا کو ایسا صریح دھوکا دیتے ہیں اور خلق خدا کی آنکھوں میں خاک ڈال کر حق پر پردہ ڈالتے ہیں۔ تو لاچار حق کے اظہار سے انکی بطالت کا پردہ پھاڑنا ہی پڑتا ہے۔ اور اس کو بھی ہم اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں کہ ہر ایک جھوٹ کی مخالفت کرکے صداقت کو ظاہر کردیں۔ کیونکہ خدا کا بیٹا اس لئے ظاہر ہوا کہ شیطان کے کاموں کو نیست کرے۔

اب سنئے میں آپکو ایک مزیدار قصہ سناؤں۔ ضلع لاہور میں کلارک آباد نامی مسیحیوں کا ایک گاؤں آباد ہے جسمیں قریب ایک ہزار کے مسیحی آباد ہیں۔ گورنمنٹ نے مشن کو یہہ زمین دی ہوئی ہے کہ آباد ہو دے۔ یہہ اس زمانہ کا ذکر ہے کہ جب کبھی پنجاب میں خال خال تھے۔ اور ہندو مسلمان بھی زمین کی کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اس وقت مشن نے بہت روپیہ خرچ کرکے اس جنگل کو صاف کرواکر مسیحیوں کو آباد کرنا شروع کیا۔ اول اول تو برائے نام اُن سے حصہ لیا جاتا تھا۔ جب اچھی طرح زمین آباد ہوئی اور مسیحی خوشحال ہونے لگے۔ تو تیسرا حصہ پیداوار کا اُن سے لینے لگے۔ آپ جانتے ہیں کہ ایاز قدر خود بشناس کے مقولہ پر عمل کرنے والے بہت کم لوگ ہوتے ہیں کھانے پینے کو جب افراط سے ہونے لگا۔ تو مشنریوں کے مقابلہ کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہہ بھی سہی۔ برداشت کی گئی۔ پھر باغی ہوکر حصہ دینے سے انکار کردیا۔ این ہم غنیمت است اسی پر بس نہیں۔ پھر زمین کی ملکیت کا دعوے کرنے لگے۔ جب ملکیت دینے سے مشنریوں نے انکار کیا۔ تو بعض ہمسائے متمول مسلمان زمین داروں نے انکو اکسانا شروع کیا۔ کہ ہم تمہارے مددگار ہیں نالش کردو۔ غرض کہ بموجب پنجابی مثل

رجیاں تے کُدّیاں

لگے وکیل اپنے کیسے پر کرنے۔ قریب ۱۲ برس تک یا زیادہ مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ عدالتوں میں کھینچا کھینچی رہی۔ اپیلوں پر اپیلیں کی گئیں۔ ہر ایک جگہ سے شکست کھاتے رہے۔ غرضمند اپنی جیبیں پر کرکے الگ ہوئے۔ اور یہہ مفلس قلاش ہوگئے۔ تب گاؤں کے قانون کے مطابق انکو گاؤں سے نکلنا پڑا۔ انکو مسلمانوں نے یہہ چکما دیا۔ کہ اگر تم سب کے سب مسلمان ہو جاؤ۔ تو ہم تمکو زمین دینگے دین تو پہلے انکا شرارتوں سے جا چکا تھا۔ پادریوں کو لگے ڈراوا دینے کہ اگر تم ہمکو زمین نہ دوگے۔ اور گاؤں سے نکالو۔ تو ہم مسلمان ہو جائینگے۔ پادریصاحبان نے متعلق توجہ نہ کی۔ اس خیال سے کہ جو آج نہیں۔ وہ کل بھی نہیں اگر انکا ایمان صرف زمین ہے تو جائیں۔ آخر مسلمانوں کا داؤں چل گیا۔ اور انکو بقول بعض مسلمانی اخبارات رائیونڈ میں اور بقول بعض رادھاکشن کوٹ میں دین محمدی کا کلمہ پڑھا لیا۔ اور محمدی دین پڑھ لیا۔ اب بعض اخبارات تو لکھتے ہیں کہ ۲۰۰ سو عیسائی ایک دفعہ مسلمان ہوئے۔ اور ۱۵۰ دوسری دفعہ بعض نے لکھا کہ ... ہم عیسائی مسلمان ہوگئے۔ یہہ تو ہمیں بھی معلوم تھا کہ چند خاندان جو یہی گاؤں سے بوجہ شرارتوں کے نکالے گئے۔ مرتد ہو گئے ہیں۔ مگر یہہ خبر تماشہ عجیب و غریب تھا جس کے واسطے مجھے تحقیقات کرنی پڑی چنانچہ میں نے کلارک آباد کے ایک مشنری صاحب کو خط لکھا جس کا جواب انکی طرف سے حسب ذیل آیا ہے:

کلارک آباد

ڈیر منشی جی . اکتوبر ۲۶ر ۱۹۰۶ء

آپکا خط مل گیا۔ مسیحیوں کے مرتد ہونے کی رپورٹ
جو اخبارات میں ہے۔ بہت مبالغہ آمیز ہے میرے
خیال میں سب کے سب جو محمدیوں کے پھندے
میں جا پھنسے۔ مرد عورت اور بچے سو سے زیادہ نہیں
انہیں سے بعض وہ اشخاص بھی تھے۔ جو میرے
آنے سے پہلے ہی کلارک آباد سے نکالے جاچکے تھے
ان سب سے کسی متمول مسلمان نے وعدہ کیا تھا۔
کہ اگر۔
تم سب کے سب محمدی ہو جاؤ۔ تو میں لائیل پور
کے علاقہ میں تمکو زمین دونگا۔
چنانچہ وہ سب محمدی ہوگئے۔ اور لائیل پور کو روانہ
گئے گئے۔ وہاں جاکر ان کو معلوم ہوا کہ زمین معاملہ پر
ملتی ہے۔ تب وہ اُس محمدی کو لگے برا بھلا کہنے اور
کوسنے۔ کہ اُس نے سخت دغابازی کی ہے۔ اور جھوٹا
وعدہ کیا ہے۔ میرے خیال میں قریباً ۵۰ اسی زمیندار
کلارک آباد سے نکالے گئے تھے جنہیں سے قریباً تیسرا
حصہ مرتد ہو گیا ہے۔

یہہ عبارت جو تحت الخط ہے۔ مشنری صاحب کا جواب ہے۔ جس سے اصل حقیقت کھل جاتی ہے اب محمدی اخبارات کی تحریروں کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ تاکہ سچ اور جھوٹ میں فرق

معلوم ہو۔

اب میں محمدی صاحبان سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ یہہ جو آپکا ہر وقت کا طعنہ مسیحیوں پر ہے کہ لالچ سے لوگ مسیحی ہوتے ہیں۔ کیا یہہ سچ ہے؟ یا یہہ سچ ہے کہ تم جسطرح بن پڑے۔ لالچ سے دھوکے سے کمزوروں کو اپنے قابو میں لاتے ہو۔ اور ناحق کا شور مچا رکھتے ہو۔ گر نہ محمدیوں کا مشن۔ نہ محمدیوں کے واعظ۔ خود بخود محمدیت کا نور ہے۔ اور پھیلتا چلا جاتا ہے کیا یہی مذکورہ طریقہ نہیں ہے۔ جس سے آپ محمدیت کو پھیلاتے ہیں۔ شرم کرنی چاہئے۔ ایسے لغو حالات شائع کرکے اخبارات کی وقعت نہ گنواؤ۔ خدا تمہاری ہدایت کرے۔

راقم واعظ

جناب اڈیٹر صاحب

تسلیم۔ امید ہے کہ ذیل کی چند سطور کو اپنے نامی اخبار میں جگہ دیکر راقم کو ممنون فرمادینگے

مسٹر واعظ نے گذشتہ پرچہ نور افشاں میں دو ایسے قطعوں کی خواہش ظاہر فرمائی ہے جو کہ تاریخ سنہ ۱۹۰۶ء پر مشتمل ہوں۔ گو کہ نہ میں شاعر ہوں اور نہ ماہر لیکن کچھ نہ کچھ مذاق ضرور ہے۔ لہذا دو قطعہ اول عربی دوم فارسی ارسال خدمت ہیں اگر اُن کو منظور ہو فبہا والا فلا۔

قطعہ تاریخیہ

لمن ملک یبیح کل یوم ۔ دولۃ الموت وبو الغفر(ا) جی +

+ الف خارجی عدد سے ساقط ہے اور اگر الف عدد میں داخل کیا جاوے۔ تو سنہ ۱۹۰۷ء ہوگا۔

سال تاریخش زمن گر شنوی + یک ہزار و نہ صد و شش عیسوی

عربی کا ترجمہ یہہ ہے کہ ہوز شکو فرشتہ پکارتا ہے اور ترغیب دیتا ہے کہ موت آپہنچی ہے اور اُس کی طرف مائل ہو جاؤ۔ مگر تم نہیں سنتے ہو اور خراب ہونیکے لئے ہر چیز کی بنیاد ڈالتے ہو۔ افسوس ہے تمپر۔ لازم ہے کہ ہمیشہ موت کی طرف متوجہ رہو۔ دنیا ناپائدار ہے۔ فقط

الراقم

سلطان محمد ہیڈ مولوی مشن اسکول باندہ

بیان سیالکوٹ کنونشن و نقص چہارم

۲ر نومبر سنہ ۱۹۰۶ء کے پرچہ نور افشاں میں مذکورہ بالا سرخی کا پورا بیان کسی بھائی (خواہاں ریوایول) نے درج اخبار کرایا ہے۔ مشکور و ممنون ہونگا اگر جناب اڈیٹر صاحب ذیل کی چند سطریں بھی درج اخبار کرینگے

برادرم عزیز خواہان ریوایول۔ کیا یہوداہ اسکریوطی کبھی اپنی خدمت سے علیحدہ کیا گیا۔ یا کبھی خداوند نے اسکو بد دیانتی کا طعنہ دیا۔ پھر کیا سوائے پاک روح کے کہ جس کا حننیاہ اور سفیرہ نے گناہ کیا کوئی انسان سزا دیگا۔ تو کون ہے جو دوسرے کے نوکر پر حکم کرتا ہے۔

الزام نہ لگاؤ کہ تم پر بھی الزام نہ لگایا جاوے وغیرہ

در بارہ خوراک مختلف طبیعت کے سو دو سو اشخاص کو راضی کرنا امکان سے باہر ہے۔ کوئی نہ کوئی ان میں سے ضرور نقص نکالیگا۔ بہ مشورہ آنجناب اگر سردار دیدار سنگھ صاحب کے ہاتھ میں ایسے انتظام سپرد کئے جاویں گے تو سب کام بلا نقص ٹھہریگا کیا صاحب موصوف سب کے سب اشخاص کو راضی کرسکینگے؟ آپ نے ناحق ناجائز حملہ بزرگان دین پر بے موقعہ اور بے محل کیا۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ گجرات مشن یو۔ پی مشنریوں کے حق میں اتنا بڑا الزام سنکر انکی مخالفت میں منتظم بننا قبول کرینگے۔ اگر وہ ناتجربہ کار ہیں تو گجرات مشن کے پاس کونسی سند ہو کہ وہ ایسے کاموں میں خوب تجربہ کار ہیں جو کہ دنیوی کاروبار کے متعلق ہوں۔

افسوس خواہش دیدار یسوع اور فانی خوراک کی فکر۔ کہتے ہیں کہ کوئی بنیا جگن ناتھ جی کے درشن کو روانہ ہوا۔ راہ میں ایک مہر سونے کی تڑوانے صراف کی دکان پر گیا صراف نے پوچھا لالہ جی کیا قیمت لوگے جواب دیا صاحب جو دوگے۔ صراف بولا انیس کی مالیت ہے مگر میں اکیس دونگا بنیانے کہا مجھے منظور ہے۔

پھر صراف نے کہا نہیں نہیں میں تو مخول کرتا ہوں انیس روپیہ کی یہہ چیز ہے۔

جواب میں بنیا بولا انیس ہی دیدو۔

پھر تو صراف چونک اٹھا کہ عجب آدمی ہے ایک بار اور آزمائیے کہا ہاں کسوٹی پر لگاکر قیمت پرکھونگا پس کسوٹی پر رگڑ کر کہا صاحب اس کے سولہ روپیہ ملینگے۔ پھر بھی بنئے نے جواب دیا اچھا بابا سولہ ہی دیدو اب تو صراف بول اٹھا کیا یہہ چوری کا مال ہے۔ کہ جو کچھ کہتا ہوں منظور کرلیتے ہو۔ کہا نہیں صاحب میرے دل میں اسوقت صرف جگن ناتھ جی کی دھن ہے بیوپار وغیرہ کا مجھے خیال نہیں بلکہ سب کچھ ہیچ سمجھتا ہوں مگر کاشکہ کسی طرح منزل مقصود پہنچکر درشن حاصل کردن فرض کیا کہ سیالکوٹ کنونشن کے موقعہ پر کسی نے دیدار یسوع حاصل کیا جو کہ اسی غرض کے لئے گیا تھا اور دوسرے نے انتظام خوراک کے وسیلے نفع پایا بموجب خواہش۔

پس ہر دو نے اپنی اپنی مراد پائی کسی کو شکوہ

شکایت کا موقعہ نہ رہا۔

حاجی یا جاتری کتنی خیرات کرتے ہیں جبکہ جھوٹی زیارت پر جاتے ہیں۔ تو کتنا زیادہ دولت دنیا نثار کرنا ان پر فرض ہے جو کہ حقیقی نجات دہندہ کو دیکھنے جاتے ہیں۔ کیا برعکس اس کے وہ وہاں جاکر یہہ سوچیں اور پرکھیں کہ کھانا کم ملا یا زیادہ اچھا ملا یا برا۔ کیا ہی اچھا ہو اگر برادر نام نامعلوم یوپی مشنریوں سے معافی مانگیں جنکو آپ نے ناتجربہ کار لکھا ہے۔ ورنہ مرضی کے مالک ہیں۔

الراقم

خیرخواہ۔ خوہاں ریوایول۔

حقیقی راحت و خوشی

خداوند یسوع مسیح نے کیا خوب فرمایا ہے کہ آدمی کو کیا حاصل ہے اگر وہ تمام دنیا کو کماوے اور اپنی جان کو کھوے وہ اپنی جان کے بدلے کیا دیگا۔ دنیا اور اس کے تمام حاصلات اور اسکی تمام لذات اور عیش و عشرتیں بالکل ہیچ و لاپوچ ہیں۔ حقیقی راحت و خوشی انسان کی بیش قیمت اور لازوال روح کے بچ جانے میں ہے یا یوں کہو کہ روح کی غرض اور مدعا کے حاصل ہونے میں اسکی خوشی منحصر ہے۔ اور دنیا کی چیزوں کے حاصل کرنے سے نہیں بلکہ روح کے اطمینان حاصل ہونے سے متعلق ہے۔ نفسانی خواہشات کے پورا ہونے اور سامان دنیاوی کے مہیا ہونے سے روح کی راحت حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ یہہ تمام چیزیں فانی اور بے حقیقت ہیں روح کی خوشی اور راحت روحانی برکتوں اور آسمانی نعمتوں پر منحصر ہے جو صرف خدا کی رحمت سے حاصل ہو سکتی ہیں جنکا وسیلہ صرف خداوند یسوع مسیح ہے اور جسکی شرط صرف ایمان ہے اور جو کوئی چاہے اس بڑی نعمت کو مفت حاصل کر سکتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح گنہگار کو بلاکر کہتا ہے کہ میں تمکو دلی آرام دونگا۔ متی ۱۱ باب آخری آیت ؎

راقم ج۔ ایس

رسید زر

پادری اے۔ بی۔ الیلیمن		[illegible]
مس اے۔ ایس۔ ایگیو واسطے منشی قادر بخش		[illegible]
مسٹر موتی مل ملا سنگھ بالا گھاٹ		[illegible]
ڈاکٹر کالو رام اجمیر		[illegible]
بابو کشتو رچند	؍؍	[illegible]
بابو بشنداس	۱۹۰۵ء	[illegible]
مسٹر اضحاق ڈیوڈ	مظفرنگر	۱۱ر
پادری پی۔ سی۔ چودھری۔ فاضلکا		ہے
نانک چند دولت رام بابت اشتہار		[illegible]
پادری اے۔ پی۔ کیایسو	؍؍	عہ
پادری کے۔ سی چیٹرجی	؍؍	[illegible]
پادری۔ ڈبلیو۔ وی۔ کے۔ ٹریز	اشتہار	[illegible]
پادری غلام مسیح	؍؍	[illegible]
پادری پی۔ ماوز	؍؍	عہ
ڈاکٹر ٹی۔ ایل۔ ہیبنیل	؍؍	[illegible]
مس ایم۔ کراسویٹ	؍؍	عہ
پادری کے۔ بی۔ سرکار	؍؍	[illegible]
مسز لاسن۔ گورکھپور		[illegible]
پادری جے۔ ایف۔ فیل		[illegible]
مسٹر ایل۔ حاس گجرات شہر		[illegible]
میاں عبدالغفار عبدالرشید	لودیانہ	[illegible]

ترکستان اور فارس کی حدود کی بابت آجکل جھگڑا ہے ؎

اشتہارات

ضرورت

جموں کے سیالکوٹ مشن سکول کے لئے دو استادوں کی ضرورت ہے (۱) ایک سیکنڈ ماسٹر گریجوایٹ کو ترجیح دیجائیگی انگریزی اور ریاضی میں سیتر اینگلو ورنیکلر سند یافتہ انڈر گریجوایٹ بھی درخواست کر سکتے ہیں۔ تنخواہ حسب لیاقت ملیگی (۲) ایک فارسی مدرس کیضرورت ہے جو مڈل اور ہائی جماعتوں کی حسب الحال کھلنے والی ہے فارسی پڑھا سکے۔ اور جسپر کام کا پورا اطمینان ہو۔ سیالکوٹ مشن سکول جموں کے ہیڈ ماسٹر صاحب سے درخواست کرو۔

سودیشی کی جے

قصبہ ہذا صدیوں سے پشمینہ سازی کے لئے یورپ وغیرہ بر اعظموں میں اپنا ثانی نہیں رکھتا چونکہ اس جگہ کے بیوپاری مال کی اصل قیمت سے دگنی و تگنی قیمت وصول کرتے ہیں اسواسطے اگر آپ اصل لاگت پر پشمینہ کی چیز لینا چاہتے ہیں تو ایک پیسہ فی روپیہ کمیشن دیکر اصل لاگت پر چیز لے سکتے ہیں اگر ہمارا قول خلاف ثابت ہو تو ہم سے مال کا ہرجانہ وصول کریں۔

لسٹ۔ چادر اصل پشمینہ ۲۶ × ۱/۴ ۱۲۱ تا ۲۰ روپیہ۔ چادر فی فنا تا ۱۲ روپیہ۔ لوئی اونی ۶ تا ۸ روپیہ۔ دوپٹہ زنانہ ودرماً ۳ × ۱/۲ ۹۱ تا ۱۲ روپیہ پٹکا سر پشمینہ ۶ × ۱/۲ ۱ ۱۰ تا ۱۵ روپیہ چادر سبز ۱/۴ ۱۱ تا ۸ روپیہ۔ بٹن کوٹ فتوحی قمیض جنپر نام خریدار بحروف سنہری ۸ ر چاندی ۶ ر فی سٹ ہے۔ بروچ نام سنہری ہر نام چاندی عہ روپیہ ہے اسکے علاوہ گلوبند موزے دستانے۔ وغیرہ۔ اصل قیمت پر مل سکتے ہیں۔

ایس جی ہلاسی رام منیجر پشمینہ بیشہ انجمنی جلالپور جٹاں
ضلع گجرات پنجاب



بچوں کو تیاٹے میں اس فند سے پنشن ملتا ہے - صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپیکٹس روانہ کیا جاتا ہے۔

المشتہر
پادری والٹر جے کلارک صاحب ایم اے مینیجنگ ڈائرکٹر نولکھا لاہور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۲ معہ ضمیمہ ۲ ۸
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ۲ ۸ ۲ ۱۲
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی +

شرح اجرت اشتہارات

سال تمام	ششماہی	سہ ماہی	مقدار اشتہارات
ے	ہہ	۲	کالم کا آٹھواں حصہ
عہ	ے	ہہ	چوتھائی کالم
عہ	عہ	ے	نصف کالم
صہ	عہ	عہ	پورا کالم
صہ	صہ	صہ	پورا صفحہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ ۸ مابعد کے تکرار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ بچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول ۸ معہ محصول ۱۲

" " آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول ۸

اگر تنخواہ بچاس روپیہ سے کم ہو ۲ ۸ سالانہ
" " پچیس روپیہ " " " ۲ "
" " پندرہ روپیہ " " " ۱۲ "
ادنیٰ ترین نرخ ۱۲ "

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے۔
درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے +

المشتہر
پادری اے - جی میگاڈ الموڑہ یو - پی - صوبجات

پرسبیٹرین بیواؤں و یتامیٰ کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۴۶ء میں قایم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے زیادہ پنشن دیگئی ہے یہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں چالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے اس فنڈ کا نرخ کئی اور اس قسم کے فنڈ سے بہ ارزاں ہے ہندکا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے مردوں کو بیراسامی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کے خاطر شائع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی استعانت کرے۔ نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے۔

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے ۲ سالانہ

پادری آر - ٹی - ٹریسی صاحب ایم اے اوڈیٹر و مینیجر نور افشان کیواسطے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں دانیلی برادرس کے اہتمام سے چھپا